Al-SHARQ
Vol: 04, Isue:02, July-Dec 2023, pp:64-74

OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqjr.com

محکمہ امور دینیہ آزاد کشمیر کے شعبہ افتا کے مسائل اور ان کا حل ایک تحقیقی جائزہ

A research review on the problems and solutions of Ifta department of the Department of Religious Affairs of Azad Kashmir

Mohammad Rafiq
PhD Scholar Hazara University.

Dr. Sajid Mehmood
Assistant Professor, Department of Islamic Studies and Religious Studies, Hazara University, Mansehra.

Submission: 15-09-2023 *Accepted: 15-10-2023* *Published:30-12-2023*

Abstract

Department of religious affairs Azad Kashmir independent government of the state of Jammu and Kashmir which is the base camp of independence movement of Kashmir ,the extremely important importance of the feedback for all other institutions the role of religions and religious matters and corporate society is very important in the community .which needs to be studied and analysed .so that they can point out the weaknesses as well as with their performance .Due to the reason they cannot fully succeed to pay their active and effective role and point out the reforms which can help them and they can improtheir performance active and affective The purpose of this department is to awaken the real spirit of religion is the basic of independenceofKashmirmovementbase camp.Fundamentally,for the solution problems to eradicate the evils department (Amar-bil-maroof wa Nahi –Anel- Munkar)is the need to establish

CC BY

which is actually the responsibility of the present government .As a result of this the government of Azad Jammu and Kashmir established a department in the name of department Ifta(for the solution of problems)in 1949.Then its name passing through different phases was named as department (Amur- e-Dinya)Azad Kashmir along with the role and impact of this department there are many issues which will be pointed out and appropriate suggestions and recommendations will be made for their solution in this competition. Which Inshaallah will be of great help to the people of Azad Kashmir for social and economic development.

***Key Words**: Religious affairs,Azad Kashmir, Ifta, Problem, Solution.*

تعارف:

محکمہ امور دینیہ آزاد کشمیر آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر جو کہ تحریک آزادی کشمیر کا بیس کیمپ ہے، کا انتہائی اہمیت کا حامل محکمہ ہے جو کہ تمام دیگر ادارہ جات کے لیے فیڈ بیک کا کام دیتا ہے۔ دینی اور مذہبی معاملات اور اصلاح معاشرہ میں اس محکمہ کا کردار نہایت اہم ہے جس کے مطالعہ اور تجزیہ کی ضرورت ہے تاکہ اس کی کارکردگی کے ساتھ ساتھ ان کمزوریوں کی نشاندہی کی جاسکے جن کی وجہ سے یہ اپنا موئثر اور فعال کردار ادا کرنے میں پوری طرح کامیاب نہیں ہوسکا اور ان اصلاحات کی نشاندہی کی جائے جن سے اس کی کارکردگی کو بہتر اور موئثر بنایا جاسکے۔

شعبہ افتاء کا مختصر تعارف:

اس محکمے کا اولین مقصد تحریک آزادئ کشمیر کے بیس کیمپ میں دین اسلام کی حقیقی روح کو بیدار کرنا ہے اور جملہ۔ چونکہ فقہی اور دیگر مسائل کے حل کے لیے بنیادی طور پر دارالافتاء اور ہر قسم کی برائیوں کے خاتمے کے لیے "شعبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر" قائم کرنے کی ضرورت ہے جو کہ اصالتاً حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے ان ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے حکومت آزاد جموں و کشمیر نے ۱۹۴۹ء میں ایک محکمہ بنام "محکمہ افتاء" قائم کیا پھر بتدریجی ناموں سے گذرتا ہوا "محکمہ امور دینیہ آزاد کشمیر" کے نام سے معنون کیا گیا۔

محکمہ امور دینیہ آزاد کشمیر کے شعبۂ افتاء کی خصوصیات:

محکمہ امور دینیہ آزاد کشمیر کا شعبہ افتاء درج ذیل خصوصیات کا حامل ہے۔

۱۔ پوری اسلامی ریاستوں میں واحد شعبہ ہے جو سرکاری سطح پر عوامی خدمات سرانجام دے رہا ہے اور کسی ملک میں یہ خوبی موجود نہیں ہے۔

۲۔ شعبہ افتاء میں تعینات ہونے والے تمام مکاتب فکر کے علماء ومفتیان (دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور اہل تشیع) سے تعلق رکھنے والے موجود ہیں جو ایک خوشگوار اضافہ ہے۔

۳۔ شعبہ افتاء کے قیام سے مذہبی رواداری کو فروغ ملا ہے۔

۴۔اختلافی مسائل کے متفقہ حل کے لیے ایک بہترین پلیٹ فارم دستیاب ہے جس کی رہنمائی میں مسائل کا متفقہ حل نکل سکتا ہے۔

محکمہ امور دینیہ آزاد کشمیر کے شعبہ افتاء کے مسائل:

محکمہ امور دینیہ آزاد کشمیر کے شعبہ افتاء کے بہت مسائل ہیں جن کو حل کرنا بہت، ضروری ہے۔راقم نے آزاد کشمیر کے تمام دس اضلاع کا دورہ کیا ہے اور اور تمام مفتی صاحبان سے ملاقاتیں ہوئی ہیں۔

راقم کو جو مسائل نظر آئے ہیں ان کا مختصر تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

انتظامی مسائل:

سب سے پہلی اور حیران کن بات یہ ہے کہ محکمہ ہذا کا قیام "محکمہ افتاء" کے نام سے ۱۹۴۹ء میں عمل میں لایا گیا تھا لیکن تاحال پوری ریاست میں اس کے لیے کوئی رقبہ اور زمین الاٹ نہیں کی گئی۔جس کی وجہ سے اس کا ریکارڈ تتر بتر ہو چکا ہے اور ۷۰ سال کا ریکارڈ خال خال ہی ملتا ہے مظفر آباد مرکز میں بھی نایاب حکم نامے اور فتاوی جات کا کہیں نام ونشان تک نہیں۔اس کی بنیادی وجوہات درج ذیل ہیں۔

جگہ اور عمارات کا نہ ہونا:

سب سے بنیادی وجہ جگہ اور عمارات کا نہ ہونا ہے۔۱۹۸۹ء میں جب شعبۂ افتاء کو محکمۂ قضاء سے الگ کیا گیا تو اس وقت سے لے کر اب تک یہ محکمہ خانہ بدوشوں کی طرح کرائے کے مکانات اور مختلف کمرہ جات میں گردش کرتا آرہا ہے۔حتی کہ مظفر آباد جو کہ دارالحکومت ہے وہاں پر ناظم امور دینیہ ،نائب ناظم امور دینیہ ،ناظم دعوت والارشاد، ضلع مفتی، تحصیل مفتی اور مفتی صدر دفتر کی پوسٹیں ہیں لیکن وہاں بھی کوئی جگہ مخصوص نہیں ،جس کی وجہ سے انتقال دفتر کے وقت بہت سا ریکارڈ ضائع ہو چکا ہے۔

فتاوی جات کا ضائع ہونا:

راقم کے تمام اضلاع کا دورہ کرنے سے معلوم ہوا کہ صرف ضلع نیلم اور ضلع کوٹلی کے ۲۰۰۹ سے اب تک کے فتاوی جات کا ذخیرہ موجود ہے جن کی تعداد ۸۰۵ تھی باقی تمام اضلاع میں یا تو صرف آن چیئر مفتی صاحب کے اپنے مرتب کردہ فتاوی جات موصول ہوئے یا پانچ چھ سالوں کا ریکارڈ ملا باقی تمام فتاوی جات کا ریکارڈ میسر نہ آسکا۔

ضلع سدھنوتی، ضلع پونچھ اور کچھ فتاوی جات کو ضلع نیلم کے رجسٹر میں درج کیا گیا ہے باقی کہیں بھی وصولی ڈاک اور ترسیل ڈاک کے رجسٹر نہیں پائے گئے.

عملہ کی کمی:

محکمہ امور دینیہ کے شعبۂ افتاء کا ایک بہت بڑا مسئلہ عملہ کی کمی ہے،۱۹۸۹ء میں جب شعبۂ افتاء کو الگ سے قائم کیا گیا تھا اس وقت ضلع مفتی صاحبان کی تعداد پانچ رکھی گئی تھی ضلع مفتی مظفر آباد، ضلع مفتی میرپور ضلع مفتی پونچھ ، ضلع مفتی کوٹلی اور ضلع مفتی باغ۔نیز ۱۶ تحصیل مفتی صاحبان کی پوسٹیں تخلیق کی گئیں اور ۳۳ سال گزرنے کے باوجود اب تک وہی پوسٹیں رکھی گئی ہیں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔

علمی مواد کی کمی:

راقم نے تمام اضلاع کا دورہ کیا دفاتر میں جا کر دیکھا تو سوائے چند دفاتر کے اکثر میں علمی مواد ذخیرہ کتب کی شدید قلت پائی گئی جو کتب دستیاب تھیں وہ بھی بہت پرانی تھیں اور المار یاں ناکافی تھیں۔اس کی بنیادی وجہ بھی مستقل عمارات کا نہ ہونا ہے۔کسی قسم کی لائبریری کا بندوست نہ ہے۔حالانکہ لاربریری تو ایک بنیادی علمی ذخیرہ ہے، نیز تیکنیکی اور مواصلاتی مواد کی عدم فراہمی بھی بہت بڑا مسئلہ ہے،اس محکمہ ک میں کہیں بھی انٹرنیٹ کی سہولت موجود نہ ہے۔اور نہ ہی کوئی ویب سائٹ ہے۔

عوام میں عدم مقبولیت:

مفتی صاحبان کو محکمہ امور دینیہ کے شعبۂ افتاء کی طرف عوام کے مسائل حل نہ کروانے کی ایک بڑی وجہ مفتی صاحبان کی عدم مقبولیت ہے کیونکہ عوام میں اس کا شعور ہی نہیں کہ عائلی مسائل کے علاوہ اور مسائل بھی حل طلب ہیں۔عموماً مسائل کے حل کے لیے تحصیل مفتی صاحبان کے پاس جانے کے بجائے وڈیروں یا نمبردار طبقے کے پاس جاتے ہیں جو عموماً اپنی خواہشات کے مطابق فیصلے کر کے اپنے ذاتی مفادات حاصل کرتے ہیں۔ مفتی صاحبان کو محض ایک سرکاری ملازم سمجھ کر سرکاری معاملات طے کیے جاتے ہیں، حالانکہ ان کی حیثیت ایک مربی اور مصلح کی ہوتی ہے جو معاشرے کو گناہوں کی آگ سے نکال کر نیکی اور تقوی کی ٹھنڈک میں منتقل کرتا ہے ،اور بعض اوقات مفتی صاحبان بھی غیر مرئی طریقے سے مسلکی مصلحت کا شکار ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے عوام میں عدم مقبولیت کی فضاء قائم ہو رہی ہے جو تشویش کا باعث ہے۔

مذہبی مسائل:

ایک بہت بڑا مسئلہ مذہبی اختلافی مسائل ہیں، تین طلاق، جمعہ فی القری، عدالتی خلع کی یکطرفہ ڈگری، مزارات کی آمدنی وغیرہ، کئی ایک مسائل ہیں جو حکومتی اور مفتی صاحبان کی متفقہ رائے سے حل ہو سکتے ہیں۔

مفتی صاحبان کی فتوی نویسی میں میں عدم مہارت:

فتوی نویسی ایک مستقل فن ہے جس کے لیے الگ سے تین سالہ، دوسالہ یا کم از کم ایک سالہ کورس مکمل کر کے ماہر مفتیان کرام کی زیر نگرانی تربیت حاصل کرنے کی ضرورت ہے ،صرف درس نظامی کا کورس مکمل کر کے مفتی کی نسشت پر براجمان ہونا بہت بڑی رسک ہے , کیونکہ مفتی جو مسئلہ بتاتا ہے وہ حکم ربانی ہوتا ہے اس میں علاقائیت، لسانیت، برادری اور مسلکی تعصب کی آمیزش ہو جائے تو اس سے آخرت میں نقصان کے ساتھ ساتھ دنیاوی اعتبار سے معاشرے میں تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں ، نیز عوام سہولیات کو دیکھ کر اپنی مرضی کے مفتی صاحبان سے مسائل حل کروالیتے ہیں اور تلفیق کی بدبودار فضا پیدا ہو جاتی ہے۔مثلا طلاق کے مسئلے میں تین الفاظ سے .

شرعی فتوی

سوال :مؤرخہ ۱۹-۱۱-۲۰۲۱ کو مسمّٰی محمد ابراہیم ولد محمد ریاض ساکن چوہان کالونی کشمیر روڈ بھگت پور ضلع لاہور نے درخواست دی کہ سائل کی ہمشیرہ حلیمہ بی بی کا نکاح مسمّٰی محمد آصف ولد شیر محمد ساکن لالہ موسی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات سے مؤرخہ ۲۰۰۵ کو ہوا تھا مابعد مؤرخہ ۲۰-۰۹-۲۰۲۱ کو سائل نے مذکوریہ کو غصے کی حالت میں تین چار دفعہ کہا میں تمھیں طلاق دیتا ہوں۔اب سائل کو اپنی غلطی کا پچھتاوا ہے اپنی زوجہ کے ساتھ رہنا چاہتا ہے سائل کو شرعی فتوی مطلوب

ہے۔لہٰذا بذریعہ درخواست ہذا جناب والا سے استدعا ہے کہ سائل کو شرعی فتوی جاری فرمایا جائے۔

اب مفتی صاحب کا جواب ملاحظہ فرمائے:

الحمدللہ رب العلمین والصلوۃوالسلام علی اشرف الانبیاءوالمرسلین امابعد

الجواب بعون ملھم الصواب

صورت مسؤلہ کے درست اور مبنی بر حقائق ہونے کی صورت میں شرعاًطلاق رجعی واقع ہو چکی ہے۔چونکہ ابھی عدت نہیں گزری اگرفریقین باہم رضامندی سے صلح/رجوع کر لیتے ہیں تو شرعاً کوئی امر مانع نہ ہے۔

تنقیدی جائزہ:

فقہ حنفی اور اکثر فقہاء کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔اہل حدیث فقہ کے مطابق ایک ہوتی ہے۔لیکن اس میں اتفاق رائے پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔کیونکہ آزاد کشمیر کی نوے فیصد آبادی فقہ حنفی سے منسلک ہے۔

اسی طرح کے ایک اور مسئلہ میں مفتی صاحب کا سوال جواب کے مطابق نہیں ہے۔

مدرسہ عربیہ انوار القرآن رجسٹرڈ متصل جامع مسجد کٹھہ چوگلی تحصیل آٹھمقام ضلع نیلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ایک حلال جانور کے ساتھ مجامعت کرتا ہوا پکڑا گیا اور اس کو حالت غیر میں جماع کرتے ہوئے دیکھنے والے نے اس کی حرکت کی ویڈیو بھی بنالی اور آگے ایسے بد فطرت شخص کے بارے میں بنائی ہوئی ویڈیو لوگوں کو بھی دکھائی اب لوگوں میں اشتعال بھی پایا جاتا ہے اور دیہاتی لوگوں میں سے کوئی کہتا ہے ایسے شخص کا منہ کالا کر کے گاؤں میں گھمایا جائے کوئی کہتا ہے ایسے شخص کو جان سے مار دیا جائے اور کوئی کچھ اور کہتا ہے ایسے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائی جائے کہ ایسے آدمی کی کیا سزا ہے؟اور جس جانور کے ساتھ بد فعلی ہوئی اس کا کیا جائے؟آیا اس کو ذبح کیا جائے کہ یا کہ نہیں؟کیا ذبیحہ جائز ہے کہ نہیں؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مستفید فرمایا جائے۔

المستفتی غلام مصطفی ولدمحمدمحمدحسن ساکنہ کٹھہ چوگلی الجواب بعون الملک الوہاب

بتقدیر صدق سوال جرم ثابت ہونے کی صورت میں ایسے جانور کو ذبح کر کے پھینکنے کا حکم ہے اس جانور کو ذبح کر کے نہ بیچا جاسکتا ہے اور نہ ہی خود اس کا گوشت استعمال کر سکتے ہیں

واللہ اعلم بالصواب

دستخط مفتی صاحب تاریخ ۰۶-۰۴-۲۰۲۱

تنقیدی جائزہ:

یہاں مفتی صاحب سے دو سوال پوچھے گئے تھے

۱۔جانور سے جماع کرنے والے کی سزا کیا ہے؟

۲۔جانور کا کیا حکم ہے؟

مفتی صاحب نے پہلے سوال کا جواب ہی نہیں دیا۔

دوسرے سوال کا جو جواب انہوں نے دیا اس میں بھی فقہاء احناف کے متفقہ فیصلہ جات اور شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے عوامی سہولت کو پیش نظر نہیں رکھا گیا، نیز جواب کے ساتھ کوئی حوالہ درج نہیں فرمایا گیا۔

جانور کے ساتھ بدفعلی کے متعلق متاخرین فقہاء اور معاصر علماء کرام کا فیصلہ یہ ہے کہ جماع کرنے والے شخص کو تعزیری سزا ہو گی جو حاکم وقت کی صوابدید پر موقوف ہے۔اور جانور اگر ماکول اللحم نہیں ہے تو اسے ذبح کر کے جلادیا جائے اور اگر ماکول اللحم ہو تو اپنا ہونے کی صورت میں کھانا جائز ہے مگر اس میں کراہت ہے۔اور اگر کسی اور کا ہو تو ضمان دینا مستحب ہے ہے لازم نہیں۔چنانچہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے دارالافتاء کے فتوی نمبر ۱۴۴۱۰۱۱۰۲۴۰۸ میں اس کی تفصیل یوں ہے :

اگر کوئی شخص کسی جانور سے بدفعلی کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب

واضح رہے کہ جانور سے بدفعلی کرنا ناجائز ہے، حدیثِ مبارک میں ایسے شخص پر لعنت کی گئی ہے، ”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" وہ شخص ملعون ہے جو اپنے باپ کو برا بھلا کہے، وہ شخص ملعون ہے جو اپنی ماں کو برا بھلا کہے، وہ شخص ملعون ہے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، وہ شخص ملعون ہے جو زمین کی حدود بدل دے، وہ شخص ملعون ہے جو اندھے کو راستے سے بھٹکادے، وہ شخص ملعون ہے جو جانور کے ساتھ جماع کرے، وہ شخص ملعون ہے جو قومِ لوط والا عمل کرے, قوم لوط والی بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا"۱

اور ایسے شخص کے اوپر تعزیری سزا جاری کی جائے گی جس کی مقدار کا تعین حاکم کی صواب دِید پر ہے۔ایسا جانور اگر اپنا ہے اور وہ ایسا کہ اس کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہو تو اُس کو ذبح کر کے جلا دینا بہتر ہے،اور اگر اس کا گوشت کھایا جاسکتا ہے، تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے، لیکن اس میں کراہت ہوگی۔اگر جانور کسی دوسرے شخص کا ہو تو ایسی صورت میں بدفعلی کرنے والے پر مالک کو اس کی قیمت ادا کرنا مستحب ہے، لازم نہیں۔

اور بریلوی مکتب فکر کے علماء کرام کے نزدیک بھی واطی پر تعزیری سزا ہے جو امام کی صوابدید پر موقوف ہے اور جانور کے گوشت کا کھانا مکروہ قرار دیا ہے۔چنانچہ ان کے فتاوی جات کا خلاصہ درج ذیل ہے :

بسمہ تعالیٰ

الجواب بعون الملک الوھّاب

اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

جس جانور کے ساتھ بدفعلی کی گئی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ جانور کو ذبح کر کے اس کے گوشت کو جلا دیا جائے اور اس کو پالا نہ جائے اس لئے کہ ایسے جانور کو زندہ رکھ کر یا اُسے ذبح کر کے اس سے نفع حاصل کرنا مکروہ ہے۔

چنانچہ تنویر الابصار مع درمختار میں ہے :

"(و)لایحدبوطی(بھیمۃ)بل یعزروتذبح ثم تحرق ویکرہ الانتفاع بھاحیۃومیتۃ"۲

یعنی اور حیوان سے بدفعلی کرنے پر حد نہیں لگائی جائے گی بلکہ اس پر تعزیر لگائی جائے گی اور جانور کو ذبح کیا جائے گا

پھر اسے جلا دیا جائے گا اور اس جانور سے مردہ یا زندہ حالت میں نفع حاصل کرنا مکروہ ہے۔

مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"نابالغ کو تنبیہ کریں، بالغ پر تعزیر ہے جس کا اختیار حاکم کو ہے، وہ جانور (جس سے بدفعلی کی گئی ہے، اسے) ذبح کرکے فنا کر دیا جائے، گوشت کھال جلائیں، پالا نہ جائے۔ ۳

علامہ بلدخی رحمہ اللہ اپنی کتاب "الاختیار لتعلیل المختیار میں رقمطراز ہیں:

(وَوَاطِئُ الْبَهِيمَةِ يُعَزَّرُ) لِأَنَّهُ لَيْسَ بِزِنَا وَلَا مَعْنَاهُ فَلَا يَجِبُ الْحَدُّ فَيُعَزَّرُ لِمَا بَيَّنَّا. وَذَكَرَ ابْنُ سَمَاعَةَ عَنْ أَصْحَابِنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ أَنَّ كُلَّ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ يُحْرَقُ بِالنَّارِ، لِمَا رَوَى أَبُو يُوسُفَ بِإِسْنَادِهِ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أُتِيَ بِرَجُلٍ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ فَعَزَّرَهُ وَأَمَرَ بِالْبَهِيمَةِ فَذُبِحَتْ وَأُحْرِقَتْ بِالنَّارِ وَإِنْ كَانَ مِمَّا يُؤْكَلُ تُذْبَحُ وَتُؤْكَلُ وَلَا تُحْرَقُ، وَقَالَا يُحْرَقُ أَيْضًا هَذَا إِذَا كَانَتِ الْبَهِيمَةُ لِلْفَاعِلِ فَإِنْ كَانَتْ لِغَيْرِهِ يُطَالِبُ صَاحِبَهَا أَنْ يَدْفَعَهَا إِلَيْهِ بِقِيمَتِهَا ثُمَّ يَذْبَحُهَا وَهَذَا إِنَّمَا يُعْرَفُ سَمَاعًا لَا قِيَاسًا. ٤

علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

"وهذا اذا كانت ممالا يؤكل، فان كانت تؤكل جاز اكلها عنده۔ وقالا تحرق ايضا فان كانت الدابة لغير الواطئ يطالب صاحبها ان يدفعها اليه بالقيمة ثم تذبح"٥

یہ حکم اس وقت ہے جب جانور اس میں سے ہو کہ جس کو کھایا نہ جاتا ہو، پس اگر اس کو کھایا جاتا ہو تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کو کھانا جائز ہے اور صاحبین نے فرمایا: اس کو بھی جلا دیا جائے گا، پس اگر جانور بدفعلی کرنے والے کے علاوہ کا ہو تو جانور کا مالک پہلے بدفعلی کرنے والے سے اس جانور کی قیمت کی ادائیگی کا مطالبہ کرے گا، پھر اسے ذبح کرے گا۔

ٹرانسپورٹ کی عدم فراہمی:

محکمہ امور دینیہ کے تمام ملازمین کے پاس پورے آزاد کشمیر میں صرف ایک گاڑی ہے جو کہ ناظم امور دینیہ کے زیر استعمال ہے باقی اضلاع میں کسی مفتی نصاحب کجے پاس کوئی گاڑی نہیں جب کہ عوامی مسائل کے حل اور مدارس کے معائنے کے لیے انھیں دور دراز، دشوار گزار اور پہاڑی علاقوں پر جانا پڑتا ہے، جن تک رسائی ذاتی گاڑی کے بغیر بہت مشکل ہے

مفتی صاحبان کی ترقیابی کا کوئی فارمولہ نہیں:

سرکاری طور پر باقی محکمہ جات میں ترقیابی اور پروموشن کے اصول وضوابط طے کیے جا چکے ہیں اور اس میں روز بروز بہتری لائی جا رہی ہے کبھی بائی پروموشن اور کبھی ٹائم اسکیل کی طرز پر مگر مفتی صاحبان کے لیے ایسا کوئی فارمولا تاحال نہیں بنایا گیا۔

فتاوی جات وتصنیفات کو سرکاری طور پر چھاپنے کا کوئی نظام نہیں

پورے آزاد کشمیر میں سرکاری طور پر فتاوی جات کی حفاظت اور اسے چھاپنے اور شائع کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے بڑے بڑے علمائے کرام کے علمی ذخیرے یا تو نبود ہو چکے ہیں یا ناکارہ ہو چکے ہیں۔ جن سے استفادہ یا تو ناممکن ہے یا بہت ہی مشکل۔

عوام کی مسائل فقہیہ کی طرف عدم دلچسپی:

راقم کے فتاوی جات کی چھان بین کے دوران سوائے نکاح،طلاق کے علاوہ اور مسائل دستیاب نہیں الاشاذ ونادر وراثت، رضاعت، قبرستان اور جمعہ کے چند ایک مسائل موجود پائے گئے۔ مفتی صاحبان سے پوچھنے پر بتایا گیا کہ لوگ صرف اپنے عدالتی مقدمات یکسو کرنے کے لیے فتووں کا سہارا لیتے ہیں ۔ وگرنہ روزمرہ کی زندگی سے تعلق رکھنے والے بے شمار مسائل سے ان کو کوئی سروکار نہیں ۔

اکثر مشاہدہ میں یہ بات آئی ہے کہ لوگ ہمیشہ مفتی صاحبان یا علماء کرام سے وہی مسائل پوچھتے ہیں جن میں ان کو محض دنیاوی فوائد حاصل ہوں۔ اگر کسی مسئلے میں انھیں شرعی حکم معلوم کرنے میں اپنا فائدہ نظر نہیں آتا تو وہ روایتی جرگہ داران احباب کو بلا کر اپنے حق میں فیصلے کروالیتے ہیں یہ بہت بڑی محرومی کی بات ہے۔اس سے معاشرے میں خوفناک تباہی پھیلتی ہے۔ظالم دولتمند اپنے حق میں فیصلہ کرواکے مظلوم غریب کی آواز کو ہمیشہ کے لیے دبادیتاہے، یہ بات راقم نے تمام تحصیل دفاتر کے فتاوی جات اور مفتی صاحبان سے بذات خود بھی معلوم کی ہے

سیاسی مسائل:

اس محکمہ کے قیام کا ایک مقدس مقصد تھا کہ معاشرے میں دینی اقدار اور روایات کا فروغ ہو لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ارباب حکومت نے اس محکمہ کو باقی محکمہ جات کی طرح سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا اور وہ محکمہ کی تعمیر وترقی میں بڑی رکاوٹ بنے کلرکس۔ نائب قاصدین اور دیگر ملازمین کی تقرریوں میں محکمہ کے تدین اور میرٹ کو پیش نظر رکھنے کے بجائے اپنی ذاتیات، اقربا پروری، نسلی، علاقائی اور مسلکی تعصب سے کام لیا گیا۔

مفتی شہزان موسی اپنے مقالے میں ان مسائل کا جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شعبہ افتاء کو قائم کرنے والے حضرات نے اس کا آغاز ایک عظیم مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے کیا تھا ان کا ہدف ریاست کو ایک اسلامی معاشرے کے طور پر سامنے لانا تھا لیکن ان کی یہخواہش کلی طور پر پوری نہ ہو سکی جس کی وجہ سفارشی کلچر اور سیاسی اثرورسوخ کی مداخلت ہے۔اس کے علاوہ عوام کا رجحان اسطرف نہ ہونے کے برابر ہے وہ صرف اور صرف نکاح،طلاق اور میراث وغیرہ کے متعلق مسائل جاننےاوران کو حل کروانے کی حد تکمفتیان کرام سے رجوع کرتے ہیں، جبکہ باقی معاملات میں اس کو مکمل نظرانداز کیے ہوئے ہیں۔جس کی وجہ سے معاشرے کے اندر فتنہ وفساد اور بہت ساری خامیوں کا سامنا کرنا پڑرہاہے ٦۔

محکمہ کی ترقی اور بہتری کے لیے تجاویز اور سفارشات

تمام تحصیلوں میں کم از کم ایک تحصیل مفتی اور ضلع میں کم از کم ایک ضلع مفتی تعینات کیا جائے اور متعلقہ عملہ مکمل طور پر فراہم کیا جائے۔۔

محکمہ ہذا کے جملہ ملازمین کو اپ گریڈیشن کے فارمولے کے تحت لایا جائے

ڈی جی امور دینیہ کی آسامی تخلیق کی جائے۔

جگہ اور عمارت کی فراہمی کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

ٹراسپورٹ کی فراہمی کو یقین بنایا جائے۔

حوصلہ افزائی کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

فتاوی جات کو سرکاری نمبروں (ڈسپیچ نمبر) کے ساتھ جاری کر کے ریکارڈ کو مکمل طور پر محفوظ بنایا جائے، نیز انھیں سرکاری سطح پر چھاپنے کا بندوبست کیا جائے۔

ہر تحصیل اور ضلع کی سطح پر لائبریریوں کا قیام عمل میں لایا جائے اور مواصلات کے وسائل مہیا کیے جائیں، انٹرنیٹ ، کمپیوٹر اور آپریٹنگ سسٹم کو بحال کیا جائے۔

مفتیان کرام اور منتظمین کا لباس اور حلیہ مکمل طور پر سنت نبوی کے مطابق ہونا چاہیے تاکہ کلام کا اثر عمل کے ساتھ مربوط ہو کر معاشرے کی اصلاح ہو سکے۔

اختلافی مسائل کے حل کے لیے ایک مشترکہ لائحہ عمل طے کیا جائے اور تمام مسالک کے مفتی صاحبان کے ساتھ مل کر قوت دلائل کی بنیاد پر مسائل اختلافیہ کو اتفاق رائے کی شکل دی جائے۔

نئے تعینات ہونے والے جملہ مفتی صاحبان کی تربیت کے لیے تخصصات کے مختصر کورس کروائے جائیں تاکہ مسائل کی نزاکت کو سمجھ کر نہایت مدلانہ فتاوی جات جاری کیے جاسکیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ محکمہ کی وجہ سے مذہبی رواداری کی فضاء ضرور قائم ہوئی ہے جو کہ بہت حوصلہ افزاء ہے مگر "امر بالمعروف ونہی عن المنکر "کافریضہ عملی طور مفقود نظر آتا ہے عوام میں اصلاح حال کی جو فضاء تبلیغی سلسلوں سے ہوتی ہے وہ یہاں نہیں ہوتی علماء کرام کو سرکاری نوکریاں اور پروٹوکول تو مل جاتا ہے مگر وہ درد دل جو انبیاء کی وراثت ہے اس کی کمی محسوس ہوتی ہے مزارات پر شرک وبدعات اور شادی اور غمی کے موقعے پر رسوم جاہلیت کا سلسلہ حسب سابق رواں دواں ہے بلکہ بعض ایسے جلسے ، کانفرنسز یا تقاریب میں علماء کرام کو جانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے خرافات کو مزید تقویت ملتی ہے جسے علماء کی شرکت سے سند جواز مل جاتی ہے فیا اسفی علی ذالک۔

خاتمۃ البحث

حالات واقعات اور جملہ معلومات کے حصول کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ

۱۔ محکمہ امور دینیہ کا شعبہ افتاء اپنے وجود کے اعتبار سے ریاست کی انتہائی اہم ضرورت ہے۔

۲۔ اس سے مذہبی رواداری کو فروغ ملا۔

۳۔ ریاست میں امن وامان کی فضاء قائم ہوئی۔

۴۔ علماء کو سرکاری عہدوں پر فائز ہونے کا موقعہ نصیب ہوا جس سے انھیں خوشحالی عطاء ہوئی۔

۷۔ عوام میں روزمرہ کے فقہی مسائل آگاہی کو فروغ ملا۔

۹۔ قانون سازی میں اسلامی دفعات کے علاوہ باقی دفعات کو خارج کیا گیا۔

۱۰۔ "مسائل فقہ" کی طرف عوامی توجہ کی فضاء مفقود نظر آئی۔

۱۱۔ عموما باقی محکموں کے مقابلے میں اسے زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International

License.

حوالہ جات (References)

۱. مسند احمد، ۵/۸۳-۸۴، اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۴/۳۹۶ (۸۰۵۲) وقال صحیح الاسناد ولم یخرجاہ واقرہ الذہبی

۲. الحصکفی: محمد بن علي بن محمد الحِصْني المعروف بعلاء الدين الحصكفي الحنفي (المتوفى: ۱۰۸۸ھ) الکتاب: الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار المحقق: عبد المنعم خليل إبراهيم الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، ۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲م عدد الأجزاء: ۱ ص ۱/۳۱۰

۳. احمد رضا: مولانا احمد رضا خان (متوفی ۱۹۲۰ء) فتاوی رضویہ رضا فاؤنڈیشن لاہور ص ۱۳/ ۶۲۷

۴. البلدحی: عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي البلدحي، مجد الدين أبو الفضل الحنفي (المتوفى: ۶۸۳ھ) علیھا الکتاب: الاختيار لتعليل المختار تعليقات الشيخ محمود أبو دقيقة (من علماء الحنفية ومدرس بكلية أصول الدين سابقا) الناشر: مطبعة الحلبي القاهرة (وصورتها دار الكتب العلمية بيروت، وغيرها) تاريخ النشر: ۱۳۵۶ھ - ۱۹۳۷ عدد الأجزاء: ۵ فصل وطء الجارية ص ۴/۹۲

۵. ابن عابدين: محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: ۱۲۵۲ھ) الکتاب: رد المحتار على الدر المختار الناشر: دار الفكر بيروت الطبعة: الثانية ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۲م عدد الأجزاء: ۶ کتاب الحدود، باب الوطئ الذی یوجب الحد والذی لایوجبہ، مطلب: فی وطء الدابۃ ص ۴-۲۶

۶. شہزان موسی: آزاد کشمیر میں محکمہ امور دینیہ کا قیام اغراض ومقاصد اور ضلع پونچھ میں اس کا کردار مقالہ ایم فل (اسلامک اسٹڈیز) یونیورسٹی آف راولاکوٹ پونچھ آزاد کشمیر سیشن ۲۰۱۶-۲۰۱۸ ص ۷۰

7. Ahmad, Shakil. "مقاصد شریعت اور اس کی بنیاد پر اجتہاد: ایک تحقیقی جائزہ: Concitation on the basis of Maqasid Shari'ah: A Research Survey." Al-Duhaa 1, no. 02 (2020): 197-216.

۸. سورۃ النور: ۲

۹. سورۃ البقرۃ: ۱۷۸

۱۰. الإیجی عضد الدین عبد الرحمن بن أحمد المواقف، ۳/۳۷۶، الناشر: دار الجيل - بيروت - ط۱، ۱۹۹۷م، تحقيق د. عبد الرحمن عميرة.

۱۱. سورۃ الملک: ۱

۱۲. ابن ماجة محمد بن يزيد أبو عبد الله القزويني، سنن ابن ماجة، ۲/۱۳۳۲، رقم الحديث (۴۰۱۹)، الناشر: دار الفكر - بيروت - تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، وفي الزوائد حديث صحيح، وقال عنه الألباني: صحيح.

۱۳. الترمذي: أبو عيسى محمد بن عيسى الجامع الصحيح، كتاب الفتن، باب نزول العذاب، ٤/٤٦٧، رقم الحديث (٢١٦٨)

۱۴. الناشر: دار إحياء التراث العربي بيروت، تحقيق أحمد محمد شاكر وآخرون، قال الترمذي حديث صحيح.

۱۵. سورة الروم الآية: ٤٢

۱۶. ابن تيمية أحمد بن عبد الحليم، مجموع الفتاوى ١٦/١٢٥٠ ، الناشر : دار الوفاء - ط٣، ١٤٢٦هـ-

۱۷. ابن قيم محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس، زاد المعاد في هدي خير العباد، ٤/٣٢٩، الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت - مكتبة المنار الإسلامية - الكويت - الطبعة السابعة والعشرون، ١٤١٥هـ - ١٩٩٤م.

۱۸. البخاري، الجامع الصحيح، كتاب الحدود، باب كراهة الشفاعة في الحدود، رقم الحديث ۳۴۷۵.

۱۹. ابن ماجة سنن ابن ماجة، كتاب الحدود، باب: إقامة الحدود. ٢/٨٤٨ ، رقم الحديث (٢٥٣٨)

۲۰. البخاري، الجامع الصحيح، كتاب الحدود، باب الحدود كفارة، رقم الحديث ۳۸۹۲

۲۱. الشافعي أبو عبد الله محمد بن إدريس، الأم، ٥/٢٤٩ ، الناشر: دار المعرفة - بيروت - ۱۳۹۳ھ.

۲۲. مسلم: الجامع الصحيح، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ٣/١٣٢٤ ، رقم الحديث (١٦٩٦).

۲۳. الشوكاني محمد بن علي، نيل الأوطار، ٧/٥٨ ، الناشر : دار الحديث - القاهرة - ٢٠٠٥م.

۲۴. ابن نجيم البحر الرائق شرح كنز الدقائق ٥/٣